© rasailojaraid.com

آخر میں "المقدسی" نے اپنے ان احساسات کو درج کر کے ان اختلافات کی بحث ختم کردی ہے،

هذا التعصب الذى ترى انما	تعصبات اور تنگ نظریاں جنہیں تم دیکھتے ہو وہ اہل
ثورة الجهال والمتسرفون من القصاص	یہ شورش جاہلوں کی پھیلائی ہوئی ہے اور قصہ کہانیاں
وغيرهم واما الامة فعلى ما ذكرت	سنانے والے واعظوں کی حدود سے متجاوز بیانات
ص۳۶۷	کے نتائج ہیں لیکن عام اسلامی امت کو ان قصوں سے
	کوئی تعلق نہیں۔

فقیر بھی یہی عرض کرتا چلا آرہا ہے، اسی پر اپنے اس مقالہ کو ختم کرتا ہوں۔ والله ولی الامر والتوفیق وعلی الله قصد السبیل ومنها جائر ولو شاء لهدٰكم اجمعين۔

غلامانِ اسلام

اسّی کے قریب ان صحابہ تابعین، تبع تابعین، فقہا اور محدثین اور اربابِ کشف و کرامات، اور اصحابِ علم وادب کے سوانح حیات اور کمالات و فضائل بڑی تحقیق کاوش سے جمع کئے گئے ہیں جنہوں نے غلام یا آزاد کردہ غلام ہونے کے باوجود ملت کی عظیم الشان خدمتیں انجام دیں جنہیں اسلامی سوسائٹی کے ہر دور میں عظمت و اقتدار کا فلک الافلاک سمجھا گیا اور جن کے علمی مذہبی تاریخی اور سماجی کارنامے اس قدر شاندار اور اس قدر روشن ہیں کہ ان کی غلامی پر آزادی کو رشک کرنے کا حق ہے اور بجا ہے، یہ یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ایسی محققانہ، دلچسپ اور معلومات سے بھرپور کتاب اس موضوع پر اب تک کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی اس کے مطالعہ سے غلامانِ اسلام کے حیرت انگیز اور شاندار کارناموں کا نقشہ آنکھوں میں سما جاتا ہے۔ دوسرا ایڈیشن صفحات ۴۰۰ بڑی تقطیع قیمت پانچ روپے آٹھ آنے مجلد چھ روپے،

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رحمتِ عالم صلعم کا پیش کردہ نظامِ حیات

(۲)

(مولانا محمد ظفیر الدین صاحب استاذ دار العلوم معینیہ ساسنہ)

آج دنیا ایک ایسے نظامِ حیات کے لئے سرگرداں ہے، جو اسے تمام شعبہ جاتِ زندگی میں طمانیت کی دولتِ وافر عطا کر دے، اور جس نظامِ اجتماع و تمدن میں عدل و مساوات کی حکمرانی ہو، جہاں افراط و تفریط کو چھوڑ کر اعتدال و توازن قائم ہو۔ انسانیت کا احترام و اکرام ہو، دھرم اور مذہب کے نام پر فتنہ و فساد کی گرم بازاری نہ ہو، نظامِ معیشت میں ہمواری ہو اور طبقاتِ انسانی میں کوئی طبقہ افلاس کے قدموں میں کچلتا ہوا نظر نہ آئے، معاشرتی زندگی پاکیزہ اور بدکرداریوں سے پاک ہو، اور تمام انسانوں کی عفت و عصمت کا مکمل تحفظ ہو۔

بلاشبہ دنیا میں اس وقت تک ہزاروں مصلح اور پیغمبر تشریف لائے، اس میں بڑے بڑے انقلابوں اور راہ نماؤں نے جنم لیا، اور انسانیت کی فلاح و نجاح کے نام پر اصلاح کی سعی کی مگر اس عظیم الشان جماعت میں جو ہمہ گیر نظامِ حیات رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا وہ اور کہیں نظر نہیں آتا ہم آپ کے سامنے آنحضرتؐ کی زندگی اور آپ کے پیغام کا خلاصہ سرسری طور پر پیش کرتے ہیں۔

چالیس سال اپنوں میں | محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال کی عمر اپنے آبائی ماحول میں گذاری ہے، اس عرصہ میں آپ نے تجارت کی، ازدواجی زندگی گذاری، بڑوں اور چھوٹوں میں رہے اور عرب اور شہر مکہ کی ہی تہذیب و تمدن میں پرورش پا کر جوان ہوئے، مگر سوال یہ ہے کہ ان کی اس چالیس سالہ زندگی پر کسی کو کوئی جائز اعتراض ہوا؟ کسی نے آپ کے اعمال و اخلاق کا کوئی گلا اور شکوہ کیا؟ آپ کے رہن سہن اور اپنوں کے ساتھ احترام و اکرام اور محبت و شفقت پر کسی نے کوئی حرف گیری کی؟ انسانی لغزشوں اور کذب و افترا کی کسی نے ایک مثال پیش کی؟ ظلم و ستم اور جور و تعدی پر کسی کو نالاں پایا؟ مختصر یہ ہے کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ کی زندگی کے کسی شعبہ پر کسی ایک متنفس کو بھی (بشرطیکہ وہ قابل اعتماد اور منصف ہو) شکوہ سنج نہیں پائیں گے، بلکہ اس کے برعکس نظر آئے گا۔ تو یہ کہ پورے مکہ والوں کی زبان پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے امین اور صادق کے پاکیزہ لفظ کے علاوہ دوسرا کوئی لفظ نہیں ہے۔

زندگی کے تیئیس سال مکہ اور مدینہ میں

اب چالیس سال بعد باایں ہمہ اعتماد و اعزاز جب توحید کا لفظ زبانِ وحی ترجمان پر آتا ہے تو مکہ والوں میں ایک عجیب شورش پیدا ہو جاتی ہے، اور مکہ کی تیرہ سال کی زندگی کا نقشہ یہ ہوتا ہے، کہ اپنے غیر ہو گئے، مجلسِ احباب بزمِ اعداء میں تبدیل ہو گئی، چچا پیچھے پڑ گئے، اہل خاندان نے حمایت سے انکار کر دیا، سردارانِ قریش نے دباؤ ڈالنے کی سعی کی۔ قوم تندمزاجی اور درشت خوئی سے پیش آئی، قریش نے سخت و سست کہا، قتلِ نبی کے درپے جد و جہد کی گئی، صحابہ کرام پر مشقِ ستم جاری رہی، مسلمان خواتین کو زخم لگایا گیا، صاحبزادیؓ کو ہجرت حبشہ پر مجبور ہونا پڑا، منافقوں نے مذاق اڑایا، شانۂ مبارک پر غلاظت ڈالی گئی، گردنِ مبارک میں پھندا ڈالا گیا، محمدؐ کی جگہ مذمم سے خطاب کیا گیا، شعب ابی طالب میں قید کر کے ترکِ موالات کیا گیا، جسمِ اطہر لہولہان کیا گیا۔ معراج کی تکذیب کی گئی، فریب دینے کی کوشش کی گئی، بیہودہ مطالبات کئے گئے، اور بالآخر ہجرت پر مجبور کیا گیا، ہجرت کر کے نکلے تو تعاقب کیا گیا، گرفتاری پر انعام و اکرام کا اعلان کیا گیا اور کاشانۂ نبوی پر پہرہ لگایا گیا، جو چند گنے چنے مسلمان ہوئے تھے سب نے وطنِ عزیز کو سلام رخصت کیا اور مدینہ منورہ جا پہنچے،

مدینہ منورہ پہنچے تو تعمیری کام کی طرف توجہ دی مگر مدینہ کی دس سال کی زندگی میں آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی، کہ یہود و منافقین اور کفارِ مکہ سے چھوٹی بڑی ۸۲ لڑائیاں لڑنی پڑیں، عزیز چچا اور رفیقہ حیات کی موت کا غم مکہ میں اٹھا چکے تھے، یہاں بھی کتنے عزیزوں کی موت کا صدمہ برداشت کرنا پڑا، پھر صحابہ کرام کی اجتماعی شہادت کا رنج و الم، حضرت حمزہؓ کی شہادت کا صدمہ عظیم اور ان کی لاش کے ساتھ وحشیانہ سلوک کا درد، اور دوسری اذیتیں علاوہ ہیں۔

تعلیمات نبوی

۲۳ سال کی مختصر مدت اور مصائب اور دوسری مصروفیتوں کا یہ ہجوم مگر بتانا یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باایں ہمہ افکار و مصائب دنیا کو کیا تعلیمات دیں، ان کی کیسی اصلاح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی، ان کے انتشار و تشتت کو کیوں کر دور کیا، سالہا سال کی جنگ کو صلح اور آشتی سے کیسے بدلا، اور گری ہوئی انسانیت کو بام رفعت تک کس طرح پہنچایا۔

انسانیت کا مقام | انسانیت دم توڑ چکی تھی اور آدمیت رسوا ہو رہی تھی، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد انسانوں کو ہدایت کی مشعل دکھائی اور بتایا کہ ساری کائنات انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے، زمین و آسمان، چاند و سورج سب انسان کے اطاعت گذار ہیں، دنیا کی تمام چھوٹی بڑی چیزیں انسان کے فائدہ کے لئے ہیں، انسانیت کا مقام سب سے بلند اور عظیم ہے، آپ نے اعلان کیا۔

سَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (نحل)

اور تمہارے کام میں اس نے رات، دن، سورج اور چاند کو لگا دیا ہے اور ستارے اس کے حکم سے کام میں لگے ہیں اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سمجھ رکھتے ہیں

انسانوں کو توہم پرستی سے نکالا، اور بتایا کہ انسان اپنی خلقت میں سب سے اشرف ہے، خوبصورتی اور وضع قطع میں دنیا کی کوئی چیز انسان کے مد مقابل نہیں ہے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی طرف سے اعلان فرمایا۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (والتین)

بے شبہ ہم نے آدمی کو بہترین انداز سے پر بنایا

مرکزیت و اجتماعیت | انسان میں خود اعتمادی پیدا کی اور بتایا کہ تم سے اوپر کوئی ہے تو وہ صرف خدا کی ذات ہے اور تم اسی کی پرستش کے لئے پیدا کئے گئے ہو، وحی محمدی نے اعلان کیا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

اور میں نے آدمی اور جن جو پیدا کیا سو اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا۔

اور پھر انسان کا مرکزی نقطہ اسی ایک ذات کو قرار دیا، جس نے کائنات کو وجود بخشا اور اسی مرکز پر لا کر سب میں یگانگت اور اتحاد پیدا کیا، انتشار و تشتت کو دور کیا، اور سب کے لئے لا الٰہ الا اللہ، محمد رسول اللہ کی تصدیق و اقرار کو بنیاد قرار دیا جس میں کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ (آل عمران ۔۔)

اے اہل کتاب، آؤ ایک بات کی طرف جو ہم میں اور تم میں برابر ہے، کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور اللہ کے سوا کوئی کسی کو ہم میں سے رب نہ بنائے۔

کلمۂ توحید میں "محمد رسول اللہ" کا کلمہ شریک کیا گیا، مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اپنی بےکسی کا بیسیوں جگہ اعلان کیا اور اپنی عبدیت کو کبھی بھی الوہیت کے درجہ میں لانے کی سعی نہیں فرمائی بلکہ بے شمار موقعوں پر تاکید فرمائی کہ میں اس کا محض ایک بندہ اور رسول ہوں، اس سے زیادہ میری کوئی حیثیت نہیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰـہُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (کہف)

تو کہہ میں بھی تم جیسا ایک آدمی ہوں، میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک معبود ہے۔

یہ بھی پسند نہیں فرمایا کہ کوئی آپ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو، کسی نے غیب داں بتایا تو اسے روک دیا، کہ اس طرح مت کہو، یہ کوئی مخفی بات نہیں ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی زندگی گذاری، پتھر اٹھائے، خندق کھودی، لکڑی توڑی، رات رات بھر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، دوسروں سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے خود ڈرتے رہے، الوہیت کا مسئلہ جب اجاگر ہو گیا تو نظام اجتماع کی بنیاد ڈالی اور اپنے ہر عمل سے توحید کا مظاہرہ کیا۔

نظام اجتماع دن رات میں پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی، اور ہر بالغ مرد وعورت پر یہ فریضہ ضروری قرار دیا گیا، نماز کے اوقات متعین کئے اور سب کے لئے ایک ہی وقت مقرر کیا، فرض نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد کے نام سے ایک خاص گھر بنوایا گیا، یہ جماعت کی نماز جس کو عذر شرعی نہ ہو اس پر ضروری قرار دی اسی کے ساتھ اس میں ایک شخص کو امام اور بقیہ کو مقتدی قرار دیا، اور اس طرح یہ نماز روزانہ اجتماعی زندگی کے لئے راہ عمل قرار پائی، اس میں اخوت ومساوات کی پوری پوری رعایت ملحوظ رکھی گئی، ہر روز ہر محلہ اور گاؤں کی مسجد میں پانچ بار اجتماع ہوتا ہے، ہفتہ میں تمام محلوں کو ایک جامع مسجد میں جمع کر دیا، سال میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شہر اور دیہات کو عیدگاہ میں لاکر اکٹھا کر دیا اور سال کے آخیر مہینے میں مسجد حرام کے ذریعہ سارے مسلمانوں کو یکجا کر دیا گیا، ان اجتماعوں میں سے کسی میں بھی امیر و غریب، شاہ و گدا، اور شریف و وضیع کا امتیاز باقی نہیں رکھا گیا، بلکہ سب کو ایک صف میں، ایک گھر کے اندر، ایک امام کے پیچھے جمع کر دیا گیا، یہ عملی عبادت آج بھی کسی نہ کسی درجہ میں قائم ہے اس لئے مزید توضیح اور دلیل کی ضرورت نہیں ہے؛

دنیاوی زندگی میں ایک امیر کی امارت ضروری ٹھہرائی گئی، خلیفۃ المسلمین امام منتخب ہوا، اس کی اطاعت جو اکثریت نے اسے منتخب کر لیا ہے ضروری ہے، اس سے انحراف جرم اور معصیت ہے، خلیفہ خود بھی احکم الحاکمین کے حکم کا تابع ہوگا، اسے کسی الٰہی قانون میں دم مارنے کی گنجائش نہیں، نماز کے متعلق رب العزت کا ارشاد ہے۔

وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ (بقرہ)
اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو

مسجد میں ادا کرنے کے متعلق ارشاد ربانی ہے

وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ
وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ (اعراف ع۳)
تم سب اپنا چہرہ ہر مسجد کے پاس سیدھا کرو اور اس کو خالص اسی کا فرمانبردار ہو کر پکارو۔

جامع مسجد کے نظام اور ہفتہ وار اجتماع کے باب میں قرآن نے پکارا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ
مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ
وَذَرُوا الْبَيْعَ (جمعہ)
اے ایمان والو، نماز جمعہ کی جب اذان پکاری جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور بیچنا چھوڑ دو

سالانہ اجتماع کے لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا
وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ
عَمِيقٍ (حج ع۴)
اور حج کے واسطے لوگوں کو پکار دو کہ تری طرف پیدل اور دبلے اونٹوں پر سوار ہو کر تری طرف آئیں، تمام دور راہوں سے آئیں۔

امامت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اذا كانوا ثلثة فليؤمهم احدهم واحقهم بالامامة اقرأهم (مسلم باب من احق بالامامة)

وہ جب تین شخص ہوں تو ان میں ایک کو ان کی امامت کرنی چاہیے اور ان میں مستحق امامت سب سے زیادہ پڑھا ہوا ہے

امام کی اقتدا اور پیروی کی تاکید فرمائی۔

انما جعل الامام ليؤتم به (بخاری انما جعل الامام الخ) امام تو بس اسی لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔

یہ چیزیں اس لئے پیش کی جا رہی ہیں کہ غور فرمائیے کہ ان میں کہیں بھی ایسا لب ولہجہ اختیار کیا گیا ہے جس سے اونچ اور نیچ کی بو آتی ہو، شریف اور کمینہ کی بات معلوم ہوتی ہو، شودر اور برہمن کی تفریق ہو، اور پھر یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ یہ نظام کیسا تدریجی اور کتنا مرتبط اور ٹھوس ہے۔

خلافتِ ارضی کے متعلق اعلان ہوا

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ

اور ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا ہے کہ بالآخر زمین پر میرے نیک بندے مالک ہوں گے۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ

اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے کہ البتہ ان کو زمین میں خلیفہ بناویں گے

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح فرمائی

اسمعوا واطيعوا وان ولي عليكم عبد حبشي ذو زبيبة

کہ سنو اور فرمانبرداری کرو، گو تم پر کسی حبشی بدصورت غلام کو والی بنا دیا جائے۔

طریق انتخاب کے متعلق ارشاد فرمایا گیا

أَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ (شوریٰ ۴)

وہ آپس کے مشورہ سے کام کرتے ہیں

یہاں بھی بار بار غور کیا جائے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافتِ ارضی کے متعلق جو طریقہ اختیار فرمایا اس میں کہیں ذات پات اور زور زبردستی کی گنجائش ہے؟ کہیں بھی مساوات کا دامن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہاتھ سے چھوڑ گیا ہے؟ صرف صلاحیت اور ایمان وجہِ استحقاق ہے اور انتخاب کا معاملہ باہمی مشورہ پر ہے، جو منتخب ہو گیا، اس کی اطاعت سب پر ضروری قرار دی گئی،

<u>نظام مساوات</u> اسلام کا نظامِ اجتماع دیکھ چکے، اب دیکھئے آپ نے مساوات کا کیسا نظام قایم فرمایا، جو کچھ عرض کیا جا رہا ہے اسے گہری تنقیدی نگاہ سے ملاحظہ کیجئے، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ (حجرات-۱) — سارے مسلمان تو بس بھائی بھائی ہیں۔

اس کی تشریح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا

لا فضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي ولا لابيض على اسود ولا لاسود على ابيض الا بالتقوى، الناس من آدم وآدم من تراب (زاد المعاد جلد ۲) — نہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت ہے اور نہ کسی عجمی کو عربی پر، نہ کسی گورے کو کالے پر فضیلت ہے اور نہ کسی کالے کو گورے پر، مگر اصل تقوی ہے تمام لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے ہیں۔

علاوہ ازیں خود قرآن پاک کے ذریعہ وضاحت فرمائی۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً (نساء) — اے لوگو، تم اپنے رب سے ڈرو، جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مردوں و عورتوں کو پھیلایا

شعوب و قبائل کے متعلق جو مسئلہ پیش تھا اس کو بھی کھول کر بیان فرمایا، اور بتایا کہ شرافت و رذالت خاندان اور قبیلہ میں نہیں ہے، یہ اپنے کردار اور اعمال و اخلاق میں ہے اور عند اللہ شریف وہ ہے جو خدا سے سب سے زیادہ ڈرتا ہے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا،

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (حجرات) — اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا، اور تمہاری ذاتوں اور قبیلوں کو رکھا تاکہ تمہارے آپس کی پہچان ہو اور اللہ کے نزدیک تم میں باعزت وہی ہے جو بڑا متقی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دین کے معاملہ میں نسب و نسل کے بت کو پاش پاش کر ڈالا، اور شرافت اور بزرگی، اتقاء اور خدا ترسی کو قرار دیا، کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ حضرت زیدؓ کی شادی جو نسباً غلام تھے حضرت زینب بنت جحشؓ سے کی، اور اس کا تذکرہ قرآنِ پاک میں محفوظ کر دیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اَولیائیُ المتقون حیث کانوا واین کانوا (زاد المعاد) — میرے ہمکنبہ وہ ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں وہ جہاں کہیں بھی ہو۔

اس نظام مساوات میں کہیں سے کوئی خامی نظر آتی ہے؟ ایک منصف مزاج کا جواب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ اسلام کا نظام مساوات کلاً و جزءاً بے داغ ہے،

نظام عدل و انصاف دنیا میں شور بپا ہے کہ عدل و انصاف کی روشنی ہر جگہ پھیلتی نظر آتی ہے، یورپ جو اس وقت دنیا میں سب سے بڑا متمدن خطہ ہے وہ ساری ترقی و تہذیب کے باوجود اب تک گورے اور کالے کی تفریق کرتا ہے اور قانون میں جو رعایت گورے کو اس نے دی ہے، کالے کو اس سے محروم رکھا ہے، اپنوں کے لئے جو لطف و کرم ہے غیروں کے لئے نہیں، مگر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نظامِ عدل و انصاف ملاحظہ فرمائیے، کہیں اس میں رو رعایت نظر آتی ہے؟

نظامِ مساوات کے ضمن میں آپ نے عدل کی جلوہ گری دیکھ لی۔ اب غور فرمائیے کہ اپنوں سے نہیں غیروں کے ساتھ عدل و انصاف کا کیا برتاؤ روا رکھا گیا ہے، بڑے بڑے عادل یہاں پہنچ کر جوشِ عصبیت میں مبہوت نظر آتے ہیں، اور قوانین میں ہمواری باقی نہیں رکھتے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی بھر اس میں افراط و تفریط نہیں کی اور دوست و دشمن دونوں کے ساتھ برابر کا سلوک کیا، عدل و انصاف کے قوانین کا اعلان فرمایا، اور آج نہیں جبکہ اس کا عام شور بپا ہے بلکہ آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے جب کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ نہیں آ سکتا تھا،

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ (المائدہ - ۲) — اے ایمان والو! اللہ کے واسطے انصاف کرو

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا — کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کا دامن ہرگز نہ چھوڑو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (مائدہ ۲۰) عدل کرو کہ پرہیزگاری کے زیادہ قریب یہی بات ہے۔

جور و تعدی پر جب حالات مجبور کر رہے ہوں، انسانی عقل و فہم عدل و انصاف کا ساتھ نہ دے رہی ہو، اس وقت بھی حکم ہے کہ انصاف کا سر رشتہ ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے کیونکہ اسلام کی محبت و عداوت دونوں جچی تلی ہوتی ہیں، کسی موقع پر بے قابو ہونے کی اجازت نہیں ہے، اگر کوئی بے قابو فرض کر لیجئے ہو جائے تو حکم یہ ہے کہ اس کی اس سلسلہ میں ہرگز امداد نہ کی جائے، بلکہ اس کے لئے سب مل کر نیکی اور تقویٰ کا اس طرح اظہار کریں کہ وہ بے جا غیظ و غضب پر شرمندہ ہو کر راہ راست پر آجائے۔

لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (مائدہ)

اس قوم کی دشمنی جو تم کو حرمت والی مسجد سے روکتی تھی اس کا باعث نہ ہو کہ زیادتی کرنے لگو، آپس میں نیک کام اور پرہیزگاری پر مدد کرو، گناہ اور ظلم پر مدد نہ کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بلا شبہ اللہ کا عذاب سخت ہے

انصاف کے تخت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد کبھی معاملہ سنگین آجاتا ہے، احترام و اکرام اور محبت و شفقت ارادوں میں جنبش پیدا کر دیتی ہے اس وقت بھی اجازت نہیں ہے کہ عدل کا دامن تار تار کیا جائے، ارشاد رب العزت ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ (نساء ۲۰)

اے ایمان والو انصاف پر قائم رہو، اللہ جیسی گواہی دو گو تمہارا یا تمہارے ماں باپ کا اور یا تمہارے قرابت والوں کا نقصان ہو،

یہ اعلان ہی نہیں ہے عہد نبوی اور خلافت راشدہ کے زمانہ کی تاریخ پڑھ جائیے، وہاں عمل ہی عمل ملیں گے، آپ پڑھیں گے کہ مسلمان اور یہود کا مقدمہ پیش ہوا اور فیصلہ یہود کے حق میں ہوا، تفصیل میں چونکہ جانا نہیں ہے اس لئے واقعات کی تفصیل چھوڑتا ہوں۔

نظام جنگ و انتقام | جنگ اور انتقام کا نام ہی خوفناک ہے، یہاں اعتدال کا نام شاید کہیں نظر آئے، اگر یقین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے ساتھ اعتدال دیکھنا ہو تو اسلام کی تاریخ پڑھئے، کہ اسلام نے نظام جنگ کتنا پاکیزہ ترتیب دیا اور انتقام کے لئے کتنا جاذب نظر اور دل نشین اصول مرتب کیا ہے، جزا اور سزاء کے متعلق رب العزت کا ارشاد ہے، کہ درگذر سے کام لیا جائے، اور اگر بدلہ ہی لینا ہو تو برابر، اور ویسا ہی ہو،

جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (شوریٰ ۔۴)

برائی کا بدلہ برائی اسی کے برابر ہے، پھر جو معاف کرے اور صلح کرے، تو اس کا اللہ کے پاس سے ثواب ہے، بیشک اس کو زیادتی کرنے والے پسند نہیں،

دوسری جگہ فرمایا اور کیسے دل نشین انداز میں فرمایا کہ کوئی سخت بات کہے یا برا معاملہ کرے تو اس کے ساتھ رفق و ملاطفت سے پیش آنا چاہیے۔

لَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ (حم سجدہ ۔۴)

نیکی اور بدی برابر نہیں، یں ایسی بات کہو جو اس سے بہتر ہو، پھر ایسا ہو کہ تجھ میں اور جس میں دشمنی تھی گویا گہرا دوست قرابت والا ہے، اور یہ بات انہی کو ملتی ہے جو تحمل رکھتے ہیں اور یہ بات اسی کو نصیب ہوتی جس کی قسمت بڑی ہے۔

عفو اور درگذر کے متعلق ارشاد فرمایا گیا

وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

اگر تم معاف کرو اور درگذر کرو تو بے شک یہ عزمت کی بات ہے۔

جنگ و قتل کے متعلق فرمایا کہ بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور جو خدا کی یاد میں گوشہ نشین ہوں، ان کو نہ چھیڑو

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (بقرہ ۔۲۳)

اور اللہ کے راستہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور کسی پر زیادتی نہ کرو، اللہ تعالیٰ بے شک زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام نے کہیں بھی زیادتی اور جور وظلم کو پسند نہیں کیا، صلح وسلامتی اسلام کے قوام میں داخل ہے، انتقام ومکافات کے سلسلہ میں اس نے بہادری اور احتیاط کی تعلیم دی، ارشاد ہوا، کہ جو ہتھیار ڈال دیں اور صلح کے لئے آمادہ ہو جائیں ان پر زیادتی نہ کرو۔

فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا (النساء)

سو اگر وہ تم سے علیحدہ رہیں، پھر تم سے نہ لڑیں اور صلح پیش کریں تو اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر راہ نہیں دی

جہاں جاؤ، وہاں خوب غور وفکر کو کام میں لاؤ، بغیر سوچے سمجھے کوئی کام عجلت میں نہ کر ڈالو قتل وخونریزی کوئی معمولی بات نہیں ہے، اس لئے اسے خوب اچھی طرح تحقیق کرلو، ارشاد باری تعالیٰ ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا (النساء-۱۳)

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جب سفر کرو تو تحقیق کرلیا کرو۔

پھر بے رحمی کو بھی راہ نہیں دی ہے، اگر کوئی زبان سے ایسا کلمہ کہے جو اس کے باایمان ہونے کو بتاتا ہو یا اطاعت کا اعتراف کرے تو اس کو معاف کر دیا جائے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (النساء-۱۳)

اور جو شخص تم سے سلام علیک کرے اس کو یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔

فیصلہ تو ظاہر عمل پر ہے باطن کی ذمہ داری حاکم کے ہاتھ میں نہیں ہے اسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور فیصلہ جو بھی ہو انصاف کے ساتھ ہو، افراط وتفریط سے پاک اعتدال پر حکم ہے ارشاد ربانی ہے

وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ (النساء-۸) اور تم لوگوں میں جب فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

اس حکم سے سرمو تجاوز کی اجازت نہیں، تاریخ اسلام میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں۔ عورتوں پر ہاتھ اٹھانے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہیں دی۔ غزوۂ احد میں جس خاتون (ہندہ) نے حضرت حمزہؓ کی کچی کلیجی نکال کر چبائی تھی، حضرت ابو دجانہؓ نے اس کے سر پر تلوار اس غزوہ میں رکھ کر اٹھا لی تھی کہ آنحضرت کی اجازت نہیں ہے کہ عورتوں پر تلوار چلائی جائے۔[۱]

---

[۱] سیرۃ النبی جلد اول بیان غزوۂ احد۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے کچھ ہی پہلے ایک لشکر کی تیاری کا حکم دیا تھا جس کا سردار حضرت اسامہ بن زیدؓ کو مقرر فرمایا تھا ابھی لشکر روانہ بھی نہیں ہوا تھا کہ آپ وفات فرما گئے چنانچہ صدیق اکبرؓ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو اسے روانگی کا حکم فرمایا، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت اسامہؓ کو روانہ کرتے ہوئے یہ نصیحتیں فرمائیں۔

"دیکھو خیانت نہ کرنا، دھوکہ نہ دینا، مال نہ چھپانا، کسی کے اعضاء کو نہ کاٹنا، بڈھوں، بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، کھجور کے درختوں کو نہ جلانا، پھل والے درختوں کو نہ کاٹنا، اور کھانے کی ضرورت کے سوا کسی بکری گائے یا اونٹ کو نہ کاٹنا، تمہارا گذر ایک قوم پر ہوگا، جو دنیا کو چھوڑ کر اپنی خانقاہوں میں بیٹھی ہوگی تم اس سے تعرض نہ کرنا"[1]

پھر دنیا جانتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگ کے معاملہ میں یہ دستور تھا کہ پہلے مخالفین پر اسلام کی دولت پیش فرماتے اگر اس پر راضی نہیں ہوتے، تو جزیہ کا مطالبہ ہوتا جس کا ماحصل یہ تھا اسلام کی حکومت تسلیم کرلی جائے، اور اس کے بعد آخری درجہ میدان کارزار کا ہوتا، ذمیوں کی تاریخ پڑھی جائے کہ وہ اسلامی حکومت میں کتنے آرام و عافیت کی زندگی گذارتے تھے، ان کی عزت و آبرو کتنی محفوظ ہوتی تھی۔

یہ تھا رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نظامِ جنگ اور اصولِ انتقام، آج تو بہت سے لوگ جب اسلام کی رحمتیں عام ہوچکی ہیں یہ کہتے نظر آتے ہیں گے کہ جنگ میں وحشت و بربریت نہیں ہونی چاہئے، مگر اس وقت تو کسی کے وہم میں بھی ایسی بات نہیں تھی، جب آنحضرت صلعم یہ نظامِ جنگ مرتب فرما کر پیش کر رہے تھے۔

نظامِ معیشت دنیا میں تہلکہ مچا ہوا ہے کہ انسانوں میں ایسا نظام عمل ہونا چاہئے، کہ سارے انسان پیٹ بھر کھائیں، پہننے کے لئے ان کو کپڑا میسر ہو اور رہنے کے لئے گھر ہوں، پیٹ کے نام پر بے شمار تحریکیں اٹھتی رہتی ہیں گو نتیجہ کے اعتبار سے کوئی بھی کامیاب نہیں ہوتی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے جو نظامِ معیشت پیش فرمایا، اس میں کوئی بھی بھوکا، ننگا اور بے گھر نہیں رہ سکتا، اس کی عملی مثال خلافتِ راشدہ کا دورِ خلافت موجود ہے،

---

[1] تاریخ ملت صفحہ ۵ ج ۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام میں زکوٰۃ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اور ارکانِ خمسہ میں ایک زکوٰۃ بھی ہے، خدا سے ڈرنے والوں کی صفتوں میں ایمان بالغیب کے ساتھ یہ بھی فرمایا گیا۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (بقرہ ۱۰) — اور جو کچھ ہم نے ان کو روزی دیا، اس سے خرچ کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (بقرہ ۴۱) — نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو

قرآن میں بیسیوں جگہ اس کی تکرار ہے، اور یہی وہ زکوٰۃ ہے جس کے بند کر دینے پر صدیق اکبرؓ نے تلوار اٹھائی تھی، وہ سب کچھ ماننے اور کرنے کو آمادہ تھے مگر صرف یہ کہتے تھے کہ نبی کریم صلعم کے بعد زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ بہت سے صحابۂ کرام اس موقع پر پس و پیش میں تھے، کہ وہ کلمہ اسلام پڑھتے ہیں پھر صرف زکوٰۃ کے بند کر دینے پر ان کے خلاف تلوار کس طرح اٹھائیں مگر صدیق اکبرؓ کی عزیمت اور ان کے بیان سے سبھوں کا سینہ کھلا اور سب نے متفقہ طور پر طے کیا کہ جو زکوٰۃ بند کر دے اس سے لڑنا ضروری ہے اور لڑے، صدیق اکبرؓ کی اسی سوجھ پر امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں قام ابوبکر یوم الردۃ مقام الانبیاء (ارتداد کے زمانہ میں حضرت ابوبکرؓ نے نبیوں کا سا کام کیا)

بخاری اور مسلم دونوں نے حضرت صدیق اکبرؓ کا واقعہ بیان کیا ہے، اس میں مذکور ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ لاالٰہ الا اللہ جو کہتے ہیں ان سے قتال کس طرح کیا جائے گا، اس موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا

واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ فان الزکوٰۃ حق المال واللہ لو منعونی عقالا ... لقاتلتھم علی منعہ (ریاض الصالحین ص۴۸۵) — خدا کی قسم میں ان سے ضرور قتال کروں گا جو نماز و زکوٰۃ کی فرضیت میں تفریق کرے گا، کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے بخدا اگر کوئی مجھ کو زکوٰۃ کا ایک عقال (دھاگا) بھی نہ دے گا اس کے روکنے پر بھی ان سے لڑوں گا۔

اس واقعہ سے اہمیت کا اظہار ہے کہ عمل بھی اس پر کس قدر ضروری ہے، ورنہ قرآن پاک میں جس قدر تاکید ہے وہی بہت کافی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ — ان کے مالوں سے زکوٰۃ لے، کہ تو ان کو پاک کرے اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَتُزَكِّيهِم بِهَا (توبہ - ۱۳) اس کی وجہ سے ان کو بابرکت کرے۔

اور اس زکوٰۃ کا منشا یہ ہے کہ مالداروں سے لے کر حاجتمندوں پر خرچ کی جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إن الله افترض عليهم صدقة تؤخذ من أغنيائهم وترد على فقرائهم متفق عليه (ریاض الصالحین باب وجوب الزکوٰۃ)

بے شک اللہ تعالیٰ نے ان پر زکاۃ فرض کی ہے کہ ان کے مالداروں سے لی جائے اور ان کے حاجتمندوں کو دی جائے۔

زکوٰۃ پر چالیس روپے میں ایک روپیہ، غلہ میں اگر سینچائی نہیں لگی ہے تو دس من میں ایک من یعنی دسواں حصہ جسے اصطلاح میں عُشر کہتے ہیں اور اگر سینچنا پڑا ہے تو اس میں نصف عشر ہے یعنی بیسواں حصہ، اسی طرح ہر پائدار چیز میں زکاۃ ہے جس کی تصریح فقہار نے بتائی ہے تفصیل فقہ اور حدیث کی کتابوں میں دیکھی جائے،

غور فرمائیے صرف زکوٰۃ اور عُشر کی رقم کتنی ہوگی، پورے ملک میں جتنا غلہ پیدا ہوتا ہے اس کا دسواں اور بیسواں حصہ غریبوں کے نام پر نکل جائے گا اور نقد رقم کا چالیسواں حصہ محتاجوں کو مل جائے گا، علاوہ ازیں قرابت داروں کا حق ہے پڑوس کا حق ہے اور دوسرے حقوق ہیں، جن کی تاکید حدیث کی کتابوں میں جگہ جگہ ہے۔

پھر سرمایہ داری کو ختم کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میراث کے خدائی قانون کا اعلان فرمایا، سود کو حرام قرار دیا، فریب اور کذب کی کمائی سے منع فرمایا، رشوت کو ناجائز بتایا، اور دوسرے ناجائز شعبوں پر پہرہ بٹھا دیا،

اسی کے ساتھ اسلام کا یہ قانون ہے کہ اگر تمام ضروری مدات کی وصولی اور تقسیم کے بعد بھی کچھ لوگ بھوک مر رہے ہوں اور کچھ لوگوں کے پاس ضرورت سے زیادہ غلہ اور رقم ہو، تو خلیفۂ وقت مالداروں سے فاضل چیز لے کر مفلسوں اور بھوک مرنے والوں پر خرچ کرے،

اس سے بڑھ کر بہتر اور مکمل نظام اور کیا ہو سکتا ہے، کمیونزم میں بھی بالکلیہ مساوات نہیں ہے،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ورنہ کاشتکاری نہ ہو، کارخانے نہ چلیں، باربرداری کا کام انجام نہ پائے، ایک کاشتکاری کرنے والا صدر جمہوریہ جیسا آرام نہیں پا سکے گا اور اس جیسی عزت حاصل نہ کرسکے گا، پھر کمیونزم میں قوتِ کارکردگی مردہ کردی جاتی ہے، لوگوں میں کمانے اور محنت کا صحیح جذبہ باقی نہیں چھوڑا جاتا، اسلام کا نظام ان تمام خامیوں سے پاک ہے،

نظامِ عفت وعصمت رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نظامِ معیشت پیش فرمایا ہے اس میں کوئی کمزور سے نہیں مر سکتا، پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا دنیا نے عفت وعصمت کی مٹی پلید کرڈالی تھی، عورتوں کی قدر ومنزلت، ذلت وحقارت میں تبدیل ہوگئی تھی، حسب ونسب کا معاملہ پیچیدہ ہوتا جارہا تھا عصمت فروشی عام تھی، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اس کے خلاف آواز بلند کی، ان کی عفت وعصمت کو بیش قیمت قرار دیا، اس راستے سے جو فتنہ وفساد اٹھتے رہتے تھے ان کو بند کیا، نکاح کا ایک درست طریقہ پیش فرمایا اور اس پر عمل کی تاکید کی، زن وشو کے تعلقات کے لئے قوانین ترتیب دئے، اعلان فرمایا

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ	اپنے بے بیاہوں کا اور تمہارے غلام اور لونڈیوں میں
مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا	جو لائق ہوں ان کا نکاح کردو اگر وہ مفلس ہوں گے تو
فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ	اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو غنی کردے گا، اور اللہ
وَاسِعٌ عَلِيمٌ (نور)	کشائش والا ہے سب کچھ جانتا ہے،

اس آیت کا لب ولہجہ بتاتا ہے کہ نکاح صلاحیت کے بعد ضرور کرنا چاہئے، فقر وفاقہ کا خدشہ جو نفس پیدا کرتا رہتا ہے اس طرف سے بھی بڑی حد تک تسکین دلائی گئی ہے کہ اگر مشیت ہے تو رب العزت کوئی نہ کوئی جائز شکل پیدا کردے گا،

جس میں نکاح کی صلاحیت ہی نہ ہو، نہ بالفعل ہو اور نہ بالقوہ بلکہ وہ ہر طرح مجبور ہو، اس کو عفت کی زندگی گذارنے کی ہدایت کی گئی ہے اور اشارہ ہے کہ جہاں پھر صلاحیت ہو نکاح کرلے،

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا	ایسے لوگ جن کو نکاح کی استعداد نہیں ہے ضبط

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حَتّٰی یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ — کریں تا آنکہ اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کردے

(نور)

نکاح ایک بڑی نعمت ہے، انسان اپنی زندگی میں ماں باپ کے بعد بیوی سے ہی آرام وعافیت اور سکون اور چین حاصل کرتا ہے اور اس کے ذریعہ اپنی عفت اور عورتوں کی عصمت کا پورے طور پر تحفظ کرسکتا ہے، رب العالمین فرماتے ہیں

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً (روم ۳۰)

اس کی نشانیوں میں سے یہ بات ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی قسم سے جوڑے بنا دئے، تاکہ تم ان کے پاس چین حاصل کرو اور اس نے تمہارے آپس میں پیار اور مہربانی رکھی۔

شہوت کی جگہ کی حفاظت کا حکم فرمایا اور اس پر عمل کرنے والوں کو سراہا، برائی سے روکا اور زیادتی کرنے والوں کی مذمت کی، جہاں ایمان والوں کی فلاح کا تذکرہ ہے ان میں ان کو بھی شمار کیا گیا ہے۔

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ

اور جو اپنی شہوت کی جگہ کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں ان پر کوئی الزام نہیں ہے اور جو کوئی اس کے سوا کی جستجو کرے وہ حد سے بڑھنے والے ہیں۔

عفت وعصمت پر غلط تہمت لگانے والوں کے لئے اسّی دُرّے سزا مقرر کی، اور اس کی گواہی کو مردود قرار دیا۔

وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (نور ۱)

جو پاک دامن عورتوں کو تہمت لگائیں اور چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسّی کوڑے مارو اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو وہ فاسق لوگ ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زناکار کی سخت سزا مقرر کی، اگر غیر شادی شدہ ہے تو سو درے اور شادی شدہ ہے او خلوت کر چکا ہے تو اس کے لئے سنگسار کرنے کا حکم ہے، یعنی قوم کے روبرو اس کو پتھر مار کر ہلاک کر دیا جائے

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ	زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد ان میں سے
مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا	ہر ایک کو سو کوڑے مارو، اور اگر تم اللہ اور آخرت کے دن
رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ	پر یقین رکھتے ہو تو تم کو ان دونوں پر اللہ کا حکم جاری کرنے
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا	میں ترس نہ آئے اور کچھ مسلمان ان کی سزا کو دیکھتے رہیں
طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ (نور ۱۰)	

سنگسار کرنے کے باب میں حدیث میں حضرت ماعزؓ کا واقعہ مذکور ہے اور بھی بہت ساری حدیثیں ہیں، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے کتنا عظیم الشان نظام عفت وعصمت پیش فرمایا، اگر اس کے تمام شعبہ جات پر عمل کیا جائے، تو ممکن نہیں، دنیا میں عفت وعصمت کا تحفظ کمزور رہے، اور بہت ساری بداخلاقیاں مٹ مٹا نہ جائیں،

نظام امن وامان امن وامان جو اب ایک جنس نایاب بنتی جا رہی ہے، اس کے متعلق بھی رحمت عالم نے جو اصول وقوانین پیش فرمائے وہ ہر طرح مکمل ہیں ان میں کسی جگہ کوئی رخنہ نہیں ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا	اس جان کو قتل نہ کرو، جس کو اللہ نے حرام کیا ہے مگر
بِالْحَقِّ (بنی اسرائیل ۳۰)	حق کے لئے

قاتل کے لئے قصاص کا حکم نافذ فرمایا یعنی مقتول کے بدلہ میں قاتل بھی قتل کر دیا جائے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ	اے ایمان والو مقتولوں میں تم پر قصاص (برابری کرنا) فرض
فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ	ہے، آزاد کے بدلہ آزاد، اور غلام کے بدلہ غلام اور عورت
وَالْأُنثَىٰ بِالْأُنثَىٰ (بقرہ ۲۱۸)	کے بدلے عورت،

اور اس کو عین زندگی بتایا کہ اس کی اہمیت اور فائدوں میں انسان غور وفکر سے کام لے۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ (بقرہ)	اور اے عقل والو! قصاص میں بڑی زندگی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فسادی اور ڈاکوؤں کے متعلق سخت سے سخت سزا تجویز کی، تاکہ امن وامان میں کبھی خلل نہ ہونے پائے جس سے ملک کی ترقی رک جاتی ہے، پبلک میں خوف وہراس پھیل جاتا ہے، سفر اور کہیں آنا جانا دشوار ہوجاتا ہے اور بہت ساری مصیبتیں ٹوٹ پڑتی ہیں۔

إِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ (مائدہ)

ان کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد مچاتے ہیں یہ ہے کہ وہ قتل کئے جائیں، یا پھانسی دئے جائیں یا ان کے ادھر کے ہاتھ اور ادھر کے پاؤں کاٹ ڈالے جائیں، یا ملک سے الگ کردئے جائیں۔

چور کی سزا کے متعلق رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، چور رات کا سکون حرام کردیتا ہے اس کے ہاتھ کاٹ ڈالے جائیں

اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ (مائدہ ۶)

یہ اور اس طرح کے بیسیوں حکم اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے جاری فرمائے جن سے امن وامان کا کامل تحفظ ہوجاتا ہے، کسی کو گنجائش نہیں مل سکتی ہے کہ وہ فتنہ برپا کرے

نظام تعلیم | رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات میں جگہ جگہ علم وفضل کی ترغیب دی اور ارتقاء وعروج پر برانگیختہ کیا، دور اول میں مسلمانوں نے حکمت وتہذیب کے جو قابل تقلید نمونے پیش کئے وہ سب رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وہدایات کا ادنیٰ پرتو تھا، ارشاد ہوا۔

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (الزمر ۱)

کیا علم والے اور بے علم برابر ہوتے ہیں

کہیں ترغیب کا پہلو اختیار کیا اور فرمایا۔

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا

تم کو علم نہیں دیا گیا مگر تھوڑا سا

دعا کے جملہ کے طور پر فرمایا گو خاص واقعہ ہی کے سلسلہ میں فرمایا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ - ۶) تو کہہ اے رب مجھ کو علم میں زیادہ کر

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علوم وفنون کے تحصیل کی تاکید فرمائی، ارشاد فرمایا

اطلبوا العلم ولو کان بالصین علم حاصل کرو اگر اس کے لئے چین جانا پڑے

علم کی قدر افزائی فرمائی، عالموں کی قدر ومنزلت بیان کی، علم کے فضائل پر بحث فرمائی، اور مسلمانوں اور دوسرے انسانوں کے دل میں یہ حقیقت راسخ کی کہ علم دنیا کی بڑی نعمت اور بیش قیمت دولت ہے ارشاد نبوی ہے،

فقیہ واحد افضل عند اللہ من الف عابد ایک فقیہ اللہ کے نزدیک ہزار عبادت گذاروں سے افضل ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طالب علم کی روشنائی شہید کے خون سے زیادہ مقدس ہے، طلبہ کے لئے ساری چیزیں دعا کرتی ہیں، حتیٰ کہ مچھلیاں سمندر کی تہ میں ان کے لئے دعا گو ہیں پھر اس کا جو نتیجہ ہوا وہ تاریخ میں پڑھئے، علوم وفنون کا وہ کون سا میدان ہے جہاں مسلمان نظر نہ آتے ہوں اور سائنس وفلسفہ کا کون سا شعبہ ہے جو مسلمانوں کا رہین منت نہیں، پہلے پہل تحقیقات کی تشویق مسلمانوں نے پیدا کی اور کدو کاوش اور جد وجہد کا صور رحمت عالمؐ کا پھونکا ہوا ہے، حدیث کی کتابوں میں ایک مستقل باب "کتاب العلم" کے نام سے موجود ہے،

عقل وفہم سے کام لینے کی ترغیب جتنی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے شاید کسی نے دی ہو، قرآن میں ہر چند سطروں کے بعد افلا یعقلون، افلا یتدبرون، لا یشعرون، لا یفقہون اور فہل من مدکر اور اس طرح کے بیسیوں الفاظ ہیں جو دماغ اور فکر وشعور سے کام لینے کی ترغیب دیتے نظر آتے ہیں اس کا اعتراف غیروں نے بھی کیا ہے۔

نظام اخلاق واعمال | رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق واعمال کی جو بیش بہا تعلیم دی وہ تو مخصوص آپ ہی کا حصہ ہے فرمایا

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق میں تو اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کی تکمیل کروں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرآن پاک نے اعلان کیا

إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (القلم-۱)

اے محمد بے شک آپ اخلاق کے بڑے درجہ پر ہیں۔

دوسری جگہ کہا۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (توبہ-۱۶)

تمہارے پاس تم ہی میں کا ایک رسول آیا ہے، تم کو جو تکلیف پہنچتی ہے وہ اس پر شاق گذرتی ہے، تمہاری بھلائی پر حریص ہے، ایمان والوں پر نہایت شفیق اور مہربان ہے۔

اپنی امت کو مخاطب کرکے فرمایا

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ (آل عمران-۱۲)

تم بہترین امت ہو جن کو عالم میں بھیجا گیا، اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔

ہلاک ہونے والی کے متعلق ارشاد فرمایا گیا

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (المائدہ-۱۱)

وہ آپس میں برے کام سے نہیں روکتے تھے جسے وہ کر رہے تھے۔

پھر جزئی مسئلوں میں اخلاق برتنے کی تاکید فرمائی، ماں باپ کی تعظیم و تکریم کا حکم فرمایا ان کے لئے دعا خیر کرنے کی تاکید کی اور خلافِ ادب بات کہنے سے منع فرمایا، والدین کے متعلق ارشاد ربانی ہے

لَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا (بنی اسرائیل)

تو ان کو ہوں نہ کہہ اور نہ ان کو جھڑک اور ان سے باادب بات کہو

باہمی تعلقات کے متعلق رحمت عالم نے ارشاد فرمایا

لا تقاطعوا ولا تدابروا ولا تباغضوا ولا تحاسدوا وکونوا عباد اللہ اخوانا ولا یحل للمسلم ان یھجر

نہ قطع رحمی کرو، نہ ایک دوسرے کو پیٹھ پیچھے برا کہو، نہ بغض رکھو، اور نہ حسد رکھو، اے اللہ کے بندو بھائی بھائی ہوجاؤ، مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ تین

© rasailojaraid.com